Lesson 2: An-Nisa (Ayaat 7-14): Day 6

سُورَةُ النِّسَاءِ کی تفسیر

قرآن پاک کی روشنی میں ہم وراثت کے موضوع کو پڑھ چکے ہیں۔ اسلام ہم سے مال کے بارے میں کیا کہتا ہے، اس کو مختصر آدوبارہ دیکھ لیتے ہیں۔

اہم نکات کو ہم سادہ زبان میں دیکھتے ہیں۔ تاکہ اس موضوع کو آپ آسانی سے سمجھ سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے جو مال انسان کو دیا ہے یہ اللہ کی رحمت ہے۔ مال کو بُرا نہیں کہنا چاہیے۔ سورۃ نساء میں اس کو قیاماً کہہ کر زندگی کی بقا کا ذریعہ بھی بنا دیا گیا ہے۔ کوئی انسان بھی مال کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتا۔ اسلامی سوچ یہ نہیں کہ ہم مسجدوں میں بیٹھ جائیں اور دوسروں سے مانگ کر گزارہ کریں۔

اسلام نے کسبِ حلال کو عبادت کہا ہے۔

اپنے مال کو بچاتے ہوئے اگر کوئی مارا جاتا ہے تو اُسے شہید کہا ہے۔ **الکاسب حبیب اللہ** کہہ کر (مخنتی اللہ کا دوست ہے)۔ انسان کو مخنت سے کمائی کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے۔

انسان کو چاہئے کہ حلال طریقے سے کمانے اور مخنت کرنے کی پوری کوشش کرے۔ سُستی اور کاہلی سے گھر میں بیٹھے رہنا کوئی صحت مند سوچ نہیں۔ مسلمان مرد کو چاہئے کہ روزی روٹی کا انتظام عبادت سمجھ کر کرے۔ تاکہ ہاتھ نہ پھیلا نا پڑے۔

اللہ تعالیٰ نے عورت کو اس مشکل میں نہیں ڈالا۔ عورت کو اسلام نے کمانے کی ذمہ داری نہیں دی۔ اسلام نے عورت کو تحفہ دیا ہے کہ گھر کی ملکہ بن کر رہے۔

عورت کو گھر سے باہر جانے کی ضرورت نہیں۔ عورت کو نسلوں کی ذمہ داری دی گئی ہے کہ وہ آنے والی نسل کی تربیت کرے۔ جو خواتین ملازمت کرتی ہیں۔ وہ جائز کام ہے۔

اگر کوئی عورت قناعت کرتے ہوئے گھر میں رہے گی تو پسندیدہ عمل ہے۔

لیکن اگر وہ باہر جا کر نوکری کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے تو اُس کو آسانی دی تھی لیکن اُس نے اپنے لئے ایک مشکل راستہ چننا ہے یا پھر اگر عورت کو کوئی مجبوری ہے تو اُس کے لئے یہ حلال اور جائز عمل ہے۔

عورت کو چاہیے کہ وہ اللہ کی حدود میں رہ کر جائز اور حلال کمائی کر سکتی ہے مثال کے طور پر بعض ملازمتیں عورتیں ہی کر سکتی ہیں۔ جیسے لیڈی ڈاکٹر اور اُستاد وغیرہ۔ ایک مسلمان لیڈی ڈاکٹر سے دوسری کئی مسلمان عورتیں فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔

اگر عورت گھر کی ذمہ داری اور باہر کی ملازمت میں توازن رکھتی ہے تو ملازمت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن بہر حال بہترین یہی ہے کہ وہ گھر میں رہ کر بچوں کی تربیت کرے یا دوسرے دینی کام کرے۔

انسان اپنی کمائی دو طرح سے خرچ کرتا ہے ایک تو ذاتی ضروریات پر یعنی اپنے اوپر اور اپنے گھر والوں پر اور دوسرا یہ کہ وہ دین پر لگائے گا۔

گھر کے اخراجات میں کیسے خرچ کرے گا؟ جیسی ضروریات ہوں گی۔ اسلام نے کوئی اصول یا ضابطہ مقرر نہیں کیا۔ حلال اور جائز طریقے سے جہاں جیسی ضرورت ہے اُس پر خرچ کریں۔ ویسے بھی روز مرہ زندگی میں حساب رکھنا مشکل ہو گا کہ کس بچے پر کتنا خرچ آیا۔ ایک بیٹا یا بیٹی یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں

اُن کے سکول میں پڑھنے والے سے مختلف اخراجات ہونگے اور ایک بچہ مختلف طرح کے کھانے پسند کرتا ہے یا ایک بچہ بیمار رہتا ہے اُس کی دوائی یا خوراک کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔

عام زندگی میں خرچ کا حساب رکھنا مشکل ہو گا۔

اسی طرح جب بچوں کی شادیاں ہونگی تو شاید ایک بیٹی کو ضرورت کا سامان زیادہ چاہیے ہو گا اور دوسری کی شادی پر کم خرچ آئے گا۔ اس لحاظ سے انصاف کرنا مشکل ہو گا۔ کیونکہ ہر بچے کی ضرورت مختلف ہو گی۔ کچھ سُسرال والے کہیں گے کہ پلیز کچھ نہ دیں۔

گھرداری کے معاملات میں سب خاندان والوں پر مختلف طریقے سے خرچ ہو گا۔

دوسرا خرچ زکوٰۃ خرچ کرنا ہے۔ زکوٰۃ تو ہمارے لئے لازمی ہے۔ اس کا انصاب مقرر ہے۔ یہ تو ہم پر فرض ہے۔ ہر سال جو مال یا زیور یا چیز ہمارے پاس ایک سال رُکی رہی اُس پر ہمیں سال میں ایک دفعہ ڈھائی فی صد زکوٰۃ ادا کرنی ہے۔ اس کی تفصیل الگ سے ہے۔

اس کے بعد یعنی ضروریات اور زکوٰۃ کے بعد جو مال ہمارے پاس بچ رہے اس کو بچت کہتے ہیں۔ اسلام بچت سے منع نہیں کرتا۔ ایک بہت پیاری روایت میں ہے کہ ایک دفعہ خشک سالی تھی۔ فصلیں خشک تھیں۔ ایک شخص نے کسی بندے کا نام سنا کہ بادلوں سے آواز آئی کہ فلاں کی زمین پر جا کر برسو۔" فلاں کے کھیت میں برسو" اُس نے دیکھا کہ بادل کا ٹکڑا ایک خاص مقام پر برسنا پھر پانی کی نالی بنی اور وہ پانی ایک کھیت تک پہنچ کر فصل کو سیراب کرنے لگا۔ یہ شخص وہیں بیٹھ گیا اور پھر مالک سے نام پوچھا۔ (یہ صحیح بخاری کی روایت ہے۔ اللہ جسے چاہے وہ بخش دے)۔

اُس شخص کا وہی نام تھا جو اُس نے بادلوں سے سنا تھا۔ اس شخص نے اُس آدمی سے پوچھا کہ تم ایسا کیا عمل کرتے ہو کہ بادلوں کی بھی حکم دیا جا رہا کہ تمہاری فصلوں کو سیراب کریں۔ اُس نے کہا کہ جب میرے باغ کی فصل کٹتی ہے تو میں اس کے تین حصے کرتا ہوں۔ ایک تہائی حصہ تو میں اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہوں۔ یعنی رشتے داروں کے حقوق پورے کرتا ہوں۔ دوسرے حصے کو میں واپس اسی زمین کے اخراجات پورے کرنے میں لگا دیتا ہوں۔ یعنی بیج، کھاد پانی وغیرہ تیسرا حصہ میں اللہ کی راہ میں یتیموں، مسکینوں پر خرچ کر دیتا ہوں۔

اس شخص نے کہا بس تیری یہ بات اللہ کو پسند آئی ہے۔

وہ شخص ایک تہائی حصہ بچا رہا ہے تاکہ اگلے سال اُس سے دوبارہ فصل اُگا سکے۔

مسنون عمل بھی یہی ہے کہ جب بھی آپ کے ہاتھ میں پیسہ آئے تو کچھ بچت ضرور کریں۔ تاکہ مشکل اوقات میں کام آسکیں۔ آپ کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائیں۔

بچت کی تین قسمیں۔

نمبر 1: اپنی زندگی میں ہی ضرورت پڑنے پر خرچ کیا جائے۔ زندگی میں آپ کسی کو ہبہ / تحفہ دے دیں۔ اپنی زندگی میں آپ وراثت تقسیم نہیں کر سکتے۔ یہ تحفہ یا ہبہ کتنا دیا جائے؟ اللہ تعالیٰ نے کوئی حد مقرر نہیں کی لیکن اخلاقی طور پر کچھ پابندیاں ہیں۔ جتنا تقویٰ زیادہ ہو گا اتنا ہی ہبہ کرنا آسان ہو گا۔ آپ اپنی زندگی میں ہی ہر مہینے کچھ رقم صدقہ کر سکتے ہیں۔ کسی اسلامی ادارے کو دے سکتے ہیں۔ کسی بیوہ کا خرچ اٹھالیں یا کسی یتیم کا خرچ دے دیں۔ یا پھر بعض اوقات ایک آدمی سوچتا ہے بعد میں

وراثت پر جھگڑے ہونگے وہ ساتھ ساتھ ہی بیوی بچوں کو مناسب رقم ہبہ کر سکتا ہے۔ یا ساتھ ساتھ ہی اُن پر خرچ کر دے۔ اُنکی کوئی ضرورت پوری کر دے۔ انصاف کے ساتھ دے۔ یہ نہ ہو کہ ایک بچے پر ہی سب خرچ کر دے۔ بعض اوقات کچھ مرد ٹیکس بچانے کے لئے جائیداد بیوی کے نام لگا دیتا ہے۔ پھر مرد کے والدین کو حصہ نہیں ملتا۔

اس کے لئے بہترین طریقہ یہی ہے کہ جب مکان یا جائیداد کسی بیوی یا بچے کے نام لگائی جائے اُس وقت یہ بات پوچھ لی جائے کہ تحفہ ہے یا ویسے ہی نام لگائی ہے تاکہ بعد میں حساب صحیح رکھا جاسکے۔ مرنے کے بعد وراثت میں مسائل پیدا نہ ہوں۔

بعض اوقات لوگ بری یا شادی پر کافی زیادہ زیور تحفہ دیتے ہیں پھر واپس لیتے ہیں کہ ویسے ہی دکھانے کے لئے دیا تھا۔ یا طلاق پر واپس مانگتے ہیں۔ یا بعد میں واپس لیتے ہیں۔ اس کے لئے سیدھا اور واضح طور پر بتا دینا چاہئے کہ کونسی چیز تحفہ ہے تاکہ بعد میں مسائل پیدا نہ ہوں۔ اُصولاً تو وہ لڑکی کا ہی ہونا چاہئے۔ مرد کو بیوی کو اعتماد میں لے کر بتا دینا چاہئے۔

پھر وراثت کو اسلامی طریقے سے تقسیم کر دیا جائے گا۔ یعنی بیوی، والدین اور بچوں میں تقسیم ہو گا۔

ایک ہبہ کا طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی کے پاس مکان ہے۔ وہ اُس کا دس ہزار کرایہ لیتا ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ میں اس مکان کو وقف کرتا ہوں۔ اُس سے جو بھی کرایہ آئے گا وہ فلاں دینی ادارے پر خرچ کیا جائے گا یا اُس کرایے سے فلاں کی مدد کی جائے گی۔ اس کی اجازت ہے۔ یہ وقف ہو چکی ہے۔ یہ وراثت میں نہیں آئے گا۔

زندگی میں تھا بہ اور مرنے کے بعد ہے وصیت اور وراثت۔

نمبر: 2 وصیت اور پھر نمبر 3 وراثت:

زندگی میں تو آپ جو مرضی بہہ کر سکتے ہیں۔ (اخلاقی طور پر انصاف سے کام لینا ہوگا)

مرنے کے بعد وصیت اور وراثت پر قرآن کے احکام ہیں اور سنت سے ہماری رہنمائی کر دی گئی ہے۔

مثال کہ زندگی بھر تو آپ نے سونے کے زیور پہنے اور خوب استعمال کیے لیکن کہہ دیا کہ میرے مرنے کے بعد اولاد یا خاوندان کو استعمال نہ کر سکیں اس لئے میرے مرنے کے بعد ان کو غریبوں میں تقسیم کر دینا۔ وارثوں کو محروم نہیں کر سکتے۔ یہ وصیت جائز نہیں ہے۔ یا پھر یہ کہ میرے مرنے کے بعد یہ دس کروڑ کا گھر غریبوں کو دے دینا یا فلاں مدرسے کو دے دینا تاکہ بیٹا بہو یا دوسرے ورثاء کو اُن کے حق سے محروم کیا جاسکے۔

بعض اوقات اگر عورت کے اپنے بچے نہیں ہیں تو وہ دوسری بیوی بچوں کے لئے کچھ چھوڑنا نہیں چاہتی تو وہ شوہر کو اُس کے حق سے محروم کرنے کے لئے اپنی جائیداد کسی دینی ادارے کے دے تو یہ بھی جائز نہیں۔ بعض اوقات سگے سوتیلے رشتوں کا بھی مسئلہ ہوتا ہے کہ اُن کو یہ مال نہ مل جائے تو وصیت ہی ایسی کی جائے کہ حقدار کو حق نہ مل سکے۔

اگر ایسا کوئی مسئلہ ہے تو آپ اپنی زندگی میں جس کو جو دینا ہے تو دے دیں لیکن کوئی ناجائز وصیت نہ کریں۔ ایک خاتون کے پاس اگر بہت بڑا گھر ہے تو انہوں نے اپنے گھر کو ایک دینی مدرسہ بنا دیا۔ انہوں نے کچھ سال کے لئے اپنا گھر وقتی بہہ کر دیا۔ یہ بھی جائز ہے۔

اگر کچھ حکمت مل جائے تو زندگی میں ہی عدل و انصاف سے کام لیتے ہوئے ہبہ کر دیں۔ جس کو جو دینا ہے انصاف سے تقسیم کر دیں۔

یاد رکھیں کہ اگر زندگی میں ہی کچھ دے رہے ہیں تو بچوں میں انصاف سے ہبہ کریں۔
بیٹے اور بیٹیوں کو بھی برابری سے تحفے دیں۔ اور اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ بچے اُس تقسیم پر راضی ہوں۔ یہ نہیں کسی کو زیادہ دے دیا اور کسی کو کم۔

اگر ایک بچے کے حالات اچھے نہیں ہیں۔ تو باقی بچوں کو پاس بٹھالیں۔ پھر پیار محبت سے تمام صورتِ حال بتا کر باقی بچوں سے مشورہ کر لیں کہ دیکھو تمہارے اس بھائی کے حالات اچھے نہیں اگر تم لوگ برانہ مانو تو میں فلاں دکان یا مکان اس کو ہبہ کر دوں۔ کوئی زبردستی نہیں ہوگی۔ اگر ماں نے اچھی تربیت کی ہوگی تو باقی بہن بھائی مان جائیں گے۔

یا پھر یہ مثال کہ اگر آپ یورپ میں بہت اچھے سیٹل ہیں اور پاکستان میں آپ کے والدین کی کوئی تھوری بہت جائیداد ہے تو آپ اپنے والدین سے کہہ دیں کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں آپ باقی بہن بھائیوں میں تقسیم کر دیں۔

نمبر 2 وصیت:

اگر کوئی وصیت کرنا چاہے تو ایک تہائی مال کی وصیت کر سکتے ہیں۔ یا ایک تہائی سے کم کی وصیت کر سکتے ہیں۔ لیکن ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت نہیں کر سکتے۔ اگر کسی کے پاس ہزار ڈالر تھے وہ وصیت کر

دے کہ 500 فلاں جگہ دے دیں تو وہ وصیت نہیں مانی جائے گی۔ صرف 333 دیئے جائیں گے باقی وراثت میں تقسیم ہونگے۔

وصیت وارثوں کے حق میں نہیں کی جائیگی۔ سوائے اس کے کوئی خود لینے سے انکار کر دے۔

وصیت کرنی بھی ہو تو صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ میرے مال کو شرعی طریقے سے بانٹا جائے۔

اللہ نے خود سب کے حصے مقرر کئے ہیں۔ خوفِ خدا رکھنے والا آپ کے مال کی شرعی تقسیم کرے گا انشاء اللہ۔

نمبر 3 وراثت:

پہلی بات کافر کو وراثت نہیں ملے گی۔ وارث کفر پر نہ ہو۔ یعنی اگر اولاد میں سے کوئی مسلمان نہیں تو

اس کو جائیداد سے حصہ نہیں ملے گا۔ یا اگر کوئی نیو مسلم ہے اور والدین ابھی کفر پر ہیں۔ اُس

کے والدین کو اس مسلم بچے کی جائیداد میں حصہ نہیں ملے گا۔ یہ موانع وراثت بات ہے۔

دوسری بات یہ کہ قاتل کو وراثت میں حصہ نہیں ملے گا۔ یعنی اگر کوئی بیٹا والد کو قتل کر دے تو اُس کو

اپنے والد کی جائیداد نہیں ملے گی۔

تیسری بات یہ کہ زنا والی اولاد کو جائیداد میں حصہ نہیں ملے گا۔ یعنی اگر کوئی بیٹا زنا کے نتیجے میں پیدا

ہوؤا۔ جس کی ماں سے نکاح نہیں کیا تھا۔ اس کا جائیداد میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

چوتھی بات یہ کہ اگر کوئی بچہ ابھی پیدا نہیں ہوا لیکن اُس کے والد کی وفات ہو گئی ہے۔ اُس مرنے والے کے اور بچے بھی ہیں اور بیوی اُمید سے ہے۔ پھر بچے کے پیدا ہونے کا انتظار کیا جائے گا۔ اگر سوانڈ پر بھروسہ نہیں کیا جائے گا۔ تو پیدا ہونے کے بعد اُس بچے کو جائیداد میں حصہ ملے گا۔

پانچویں بات کہ جس کو حصہ دینا ہے اُس کو زندہ ہونا چاہیے۔ مثال اگر کسی کے تین بیٹے تھے ایک بیٹا اُس آدمی کی زندگی میں ہی فوت ہو گیا۔ مرنے والے بیٹے کا باپ کی جائیداد میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ دادا کی جائیداد میں پوتے پوتیوں کا حصہ نہیں ہے۔ اگر دادا چاہے تو اُن کو ایک تہائی کا ہبہ کر سکتا ہے۔

ایک اور مثال:

باپ اور بیٹا دونوں کہیں سفر کر رہے تھے۔ دونوں وفات پا گئے۔ پھر دیکھا جائے گا کہ پہلے کون مرا۔ پھر ترتیب دیکھی جائے گی کہ کس کا حصہ کس کی جائیداد میں ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت دیکھیں کہ وراثت کے قانون میں کتنی باریکیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بہت سارے مسائل کا حل بتا دیا۔

اگر ایک مرد کی ایک بیوی ہے تو پوری جائیداد میں سے آٹھواں حصہ نکال کر اُس ایک بیوی کو دیا جائے گا اور اگر ایک سے زیادہ زیادہ بیویاں ہیں تو وہی آٹھواں حصہ سب بیویوں میں تقسیم ہو گا۔

ماں کا چھٹا حصہ۔ باپ کا بھی چھٹا حصہ

اگر ایک بیوی کو دو طلاقیں دی ہیں لیکن ابھی رجوع کا حق تھا۔ تیسری طلاق نہیں ہوئی تو اُس بیوی کو بھی جائیداد سے حصہ ملے گا۔ عدت بھی بیوگی کی کرے گی۔ مرد کے گھر میں رہے گی۔ وہ طلاق یافتہ نہیں ہوگی۔

یہ وراثت کے احکامات کا اعادہ تھا۔

سوال جواب:

دوسری بیوی کے نام کچھ جائیداد لگا دی۔ پھر طلاق ہوئی بیوی نے جائیداد واپس نہیں دی۔ اگر ایک دفعہ تحفہ دے دیا پھر وہ اُسی کا ہو گیا۔ طلاق کے بعد واپس نہیں لے سکتے۔

یا تو پہلے سے لکھ کر رکھ لیں کہ تحفہ ہے یا ویسے ہی نام لگا دیا ہے۔

بعض اوقات میاں بیوی نوکری کرتے ہیں۔ ایک ہی اکاؤنٹ ہے۔ پیسہ اکٹھا رکھتے ہیں۔ اکٹھا خرچ کرتے ہیں۔ جو پہلے مرے گا۔ باقی حساب رکھا جائے گا کہ کس کی کتنی انکم ہے باقی وراثت میں تقسیم ہو گا۔

اگر عورت اپنا پیسہ الگ رکھتی ہے تو پھر اُس کی مرضی ہے جیسے مرضی خرچ کرے۔

اگر میاں بیوی مل کر کما اور خرچ کر رہے ہیں تو بعد میں جھگڑے کی صورت میں میرا تیرا نہ کریں۔ جن معاملات میں اچھے دنوں میں خاموش سمجھوتے سے مل جل کر کھالیا اُس پر جھگڑا نہ کریں۔

اگر کسی کی طبیعت میں بخل ہے تو شروع سے حساب الگ رکھیں۔

کسی کی حق تلفی نہ کریں۔ جھوٹ سچ بول کر یا مال چھپا کر کسی کا حق نہ ماریں۔ مثال کہ مرد فوت ہو تو اُس کے والدین کا حصہ نہ دیا۔ یہ ناجائز بات ہے۔

اگر کوئی غلام ہو تو اُس کی جائیداد پر مالک کا حق ہے۔ وہ تقسیم نہیں ہوگی۔

ایک اور مثال کہ ایک شخص کفر کے ملک میں ہے اور دوسرا مسلمان ملک میں ہے۔ دونوں ملکوں میں جنگ جاری ہے۔ اُن دونوں کا بھی ایک دوسرے کی جائیداد میں حق نہیں ہے کیونکہ بہت جھگڑے پیدا ہونگے۔

مثال: باپ اور بیٹے مل کر کمار ہے تھے۔ باپ کا انتقال ہو گیا۔ ہو سکتا ہے چھ بیٹے تھے۔ تین ساتھ کاروبار میں تھے تین پڑھ رہے تھے۔ باپ کو چاہیے کہ حساب کتاب صحیح رکھے۔ منافع ہے یا صرف ملازمت پر رکھا ہوا ہے۔ یا تو بیٹے ملازم ہونگے اور تنخواہ پائیں گے۔ یا پھر اصل مال باپ کا تھا۔ باقی بیٹے کاروبار یا منافع میں حصے دار ہوں گے۔ ہر چیز لکھی جائے گی۔ منافع حساب سے ملے گا۔

اگر شوہر فوت ہو گیا اور عورت کا حق مہرا بھی تک ادا نہیں ہوا تو پہلے اُس کو حق مہر ملے گا پھر اُس کا آٹھواں حصہ بھی ملے گا یعنی اُس کو دو حصے ملیں گے۔

دُعا کریں وراثت کے جھگڑے ہمارے گھروں میں نہ ہوں۔ قبر میں جانے والوں کو یاد کریں۔ ہم سب کو بھی وہیں جانا ہے۔ ہمیں وراثت کے علم کو پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہ علم الفرائض ہے۔ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ میری اُمت میں سب سے پہلے یہ علم اُٹھایا جائے گا۔